هفت روزه

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۷ جنوری سنہ ۱۹۵۸

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملٰئکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔ کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں۔ جس کا کوئی ہمنشین یا مصاحب جن اور ملائکہ میں سے مقرر نہ کیا گیا ہو۔ صحابہؓ نے یہ سن کر پوچھا اور یا رسول اللہؐ آپ کے لئے۔ فرمایا۔ ہاں میرے لئے بھی لیکن اللہ نے اس پر مجھ کو (اپنی مدد سے) غلبہ بخشا ہے۔ میں اس سے محفوظ رہتا ہوں اور وہ مجھ کو (ہمیشہ) بھلائی کی ہدایت کرتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ الشیطٰن حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطٰن غیر مریم وابنھا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدم کا کوئی بیٹا (ایسا) پیدا نہیں کیا گیا۔ جس کو پیدا کئے جانے کے وقت شیطان نے نہ چھوا ہو۔ پس جس وقت شیطان اس کو چھوتا ہے۔ وہ (تکلیف سے چیختا ہے) مگر مریم اور اس کے بیٹے کو شیطان نے نہیں چھوا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صیاح المولود حین یقع نزغۃ من الشیطٰن (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔ کہ پیدا ہونے کے وقت بچہ کا چیخنا چلانا (اور رونا) شیطان کے کچوکے دینے (یعنے اس کی کوکھ میں انگلی مارنے) کے سبب سے ہے۔

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناھم منہ منزلۃ اعظمھم فتنۃ یجیء احدھم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا قال ثم یجیء احدھم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین امراتہ قال فیدنیہ منہ ویقول نعم انت قال الاعمش اراہ قال فیلتزمہ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ جابرؓ کہتے ہیں۔۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان اپنا تخت پانی (یعنے سمندر) پر بچھاتا ہے (اور اس پر بیٹھ کر اپنی فوجوں کو حکم دیتا ہے کہ آدمیوں میں جا کر ان کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈالیں۔ شیطان کی اس جماعت کا ادنےٰ سا شیطان وہ ہے جو انتہا درجہ کا فتنہ پرداز ہو۔ ان میں سے ایک شیطان اپنے سردار کے پاس آکر کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا کیا۔ یعنی ایسے ایسے کام کئے) سردار (شیطان اعظم) کہتا ہے۔ تو نے کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اور شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے انسان کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑا۔ جب تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفرقہ (جدائی) نہ ڈال دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ (شیطان اعظم) یہ سن کر اس کو اپنے قریب جگہ دیتا ہے اور کہتا ہے۔ تو نے بہت اچھا کام کیا۔ اعمشؓ (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے کو یہ خیال ہے۔ کہ جابرؓ نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ (یہ سن کر) شیطان اس کو گلے سے لگا لیتا ہے۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاءہ رجل فقال انی احدث نفسی بالشیء لان اکون حممۃ احب الی من ان اتکلم بہ قال الحمد للہ الذی رد امرہ الی الوسوسۃ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے دل میں ایسی باتیں (وسوسے) پیدا ہوتی ہیں کہ میں ان کو زبان سے ادا کرنے کے بجائے یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ (جل کر) کوئلہ ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ اس بزرگ و برتر خدا کا شکر ہے جس نے اس کی بات کو وسوسہ کی طرف منتقل کر دیا۔

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطٰن لمۃ بابن آدم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطٰن فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذالک فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ثم قرا الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء (رواہ الترمذی) وقال ھذا الحدیث غریب۔

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان ابن آدم پر تصرف رکھتا ہے اور فرشتہ بھی انسان پر تصرف رکھتا ہے۔ شیطان کا تصرف تو یہ ہے کہ وہ انسان کو برائی کا وعدہ دیتا۔ اور حق کے جھٹلانے پر آمادہ کرتا ہے۔ اور فرشتہ کا تصرف یہ ہے کہ وہ بھلائی کا وعدہ دیتا اور حق کی تصدیق کراتا ہے پس جس کے دل میں بھلائی کا خیال پیدا ہو۔ اس کو خدا کی جانب سے سمجھنا چاہیئے۔ اور اس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور جس کے دل میں برائی کا وسوسہ پیدا ہو تو اس کو شیطان رجیم کی طرف سے سمجھ کر خدا کی پناہ طلب کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ الشیطان یعدکم الخ شیطان تم کو افلاس و فقر کا وعدہ دیتا ہے۔ اور بری باتوں کا حکم دیتا ہے۔ (ترمذی) ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ | ۱۷ جنوری ۱۹۵۸ء | [illegible]

شیخ عبداللہ کی رہائی اور مسئلہ کشمیر

مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم شیخ عبداللہ کو ساڑھے چار سال کی نظر بندی کے بعد ۸ جنوری ۱۹۵۸ء کو رہا کر دیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں ان کے سامنے کئی دفعہ رہائی کی شرائط پیش کی گئیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ہر بار ان کو ان شرائط کو ٹھکرا دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ بھارت کے وزیر اعظم نے بھی ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن انہوں نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا ان پر خاص احسان ہے اور اس کے لئے ہم انہیں مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں۔ ان کی وزارت عظمیٰ سے علیحدگی اور اس کے بعد گرفتاری اور نظر بندی حکومت ہند کے ایما پر عمل میں لائی گئی تھی۔ ان کا جرم صرف یہ تھا۔ کہ وہ کشمیر کی مکمل آزادی کے حامی تھے۔ ان کی رہائی حق کی فتح اور باطل کی شکست کے مترادف ہے۔ بھارت کی حکومت اور کشمیر کی بخشی وزارت کو بالآخر تسلیم کرنا پڑا کہ ان کی نظر بندی جمہوریت پر ایک ضرب کاری تھی۔ ان کی گرفتاری اور رہائی کا مسئلہ کشمیر سے گہرا تعلق ہے۔ اس وقت یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ البتہ قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ اس رہائی پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" لنڈن لکھتا ہے۔ کہ پنڈت نہرو شیخ عبداللہ کی رہائی سے کشمیر کے مسئلہ پر دنیا کی رائے عامہ کو اپنا طرفدار نہیں بنا سکتے۔ جب تک کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں اور فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار نہ ہوں۔ اخبار مذکور نے آگے چل کر لکھا ہے۔ کہ یہ محض خوش فہمی ہے کہ شیخ عبداللہ کی رہائی مسئلہ کشمیر پر بھارتی موقف میں تبدیلی کا سبب ہے۔ یا یہ کہ کشمیر کے پُر امن حل کے لئے بھارت اب عالمی اداروں سے تعاون کرے گا۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کو

اندرونِ ملک قانون کا احترام کرانے اور بیرونِ ملک باوقار جگہ حاصل کرنے کے لئے شمشیر و سناں کی ضرورت ہے۔ اسے طاؤس و رباب میں پھنسا کر تباہ و برباد نہ کریں ۔

نیویارک ٹائمز نے شیخ عبداللہ کی رہائی اور مسئلہ کشمیر کی موجودہ صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "شیخ عبداللہ کی رہائی جن پُر اسرار حالات میں ہوئی ہے۔ ان کے پیش نظر یہ کہنا قبل از وقت ہے ان کی رہائی سے مسئلہ کشمیر پر کیا اثر پڑے گا۔ البتہ ان کی اس پُر اسرار رہائی سے حالات کا رخ بدل جانے کا امکان ہے۔ اور مسئلہ کشمیر ایک نئے لیکن نازک دور میں داخل ہو گیا ہے"

شیخ عبداللہ سری نگر پہنچ چکے ہیں۔ اور ان کے ایک تازہ بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کشمیر کی بخشی حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ اپنے موقف پر قائم ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ان کو دوبارہ نظر بند کر دیا جائے گا۔

بہر حال وہ جتنے روز جیل سے باہر رہیں گے۔ مسئلہ کشمیر کے متعلق بھارت کے موقف کو نقصان پہنچاتے رہیں گے۔ یہی پاکستان کے موقف کی کامیابی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی جرأت ایمانی میں اضافہ فرمائیں۔ تاکہ وہ حق کے لئے جد و جہد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں۔

اساتذہ کے مطالبات

لوکل باڈیز کے ماتحت مدارس میں کام کرنیوالے اساتذہ کئی سال سے اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں۔ بیچارے ریزو لیوشن پاس کرتے ہیں۔ مظاہرے اور ہڑتالیں کرتے ہیں۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ گزشتہ سال انہیں دنوں جب ہڑتال کی گئی۔ تو حکومت نے اساتذہ کے مطالبات پر غور کرنیکا وعدہ کرکے ہڑتال بند کرا دی۔ مگر اب تک وعدہ وفا نہیں ہوا۔ اس لئے اساتذہ پھر ہڑتال کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ آج کل پڑھائی کے دن ہیں۔ امتحانات قریب آ رہے ہیں۔ ان ایام میں ہڑتال سے بچوں کی تعلیم پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ اس لئے حکومت اساتذہ اور بچوں کے والدین سب کو اس کا تدارک کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ اساتذہ سے ہماری درخواست ہے کہ آپ بے شک حکومت اور لوکل باڈیز سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے سب کچھ کریں۔ ہم آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا را یہ خیال ضرور رکھئے کہ قوم کے لاکھوں بچے آپ کی تحویل میں اس لئے دیئے گئے ہیں۔ کہ آپ ان کی تعلیم و تربیت کریں۔ اس میں کسی طرح نقص واقع نہ ہونے پائے۔ والدین کا فرض ہے۔ کہ وہ اساتذہ کے لئے نہ سہی۔ اپنے بچوں کے لئے

باقی صفحہ ۱۸ پر



خطبہ یوم الجمعہ ۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۰ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

متقی کی فضیلت اور بارگاہ الٰہی سے اس تمغہ کے حاصل کرنے کی شرائط

برادران اسلام - قرآن مجید میں ۴۳ مرتبہ متقین کا لفظ آیا ہے - اور ایسے لوگوں کے فضائل کا بھی ذکر آیا ہے اور وہ فضائل ایسے ہیں کہ اور کسی قسم کے لوگوں کے حق میں ایسے فضائل کا ذکر نہیں آیا - جب آپ فضائل سُنیں گے - تو آپ کی طبیعت میں انشاء اللہ تعالےٰ اشتیاق پیدا ہوگا - کہ جب اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے یہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں - تو ہم کیوں نہ کوشش کریں - ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری کوشش کو قبول فرما لے اور ہمیں بھی ان فضیلتوں کے حاصل کرنے والوں کی فہرست میں لکھ ہی لے - اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت (فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ) سورہ ہود رکوع ۹ پارہ ۱۲ (بھی ہے) ترجمہ - بے شک تیرا رب جو چاہے اسے پورے طور پر کر سکتا ہے -

متقیوں کے فضائل

(۱) (وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ) (سورۃ البقرہ رکوع ۲۴ پارہ ۲) ترجمہ - اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کیساتھ ہے

(۲) فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (سورہ آل عمران رکوع ۸ پارہ ۳) ترجمہ - پس بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے)

(۳) وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴ - ترجمہ :- اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے - جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے -

(۴) إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۵ - پ ۶) - ترجمہ اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے -

(۵) وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ۝ - (سورۃ ص رکوع ۴ پ ۲۳) - ترجمہ :- اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے - ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں - ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے - وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے - وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے - اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی - یہی ہے - جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے - بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا -

مذکورۃ الصدر پانچ نمبروں کے نتیجے

(۱) اللہ تعالےٰ متقیوں کا ساتھ دیتا ہے -

اس کی شرح

جس شخص کا اللہ تعالےٰ ساتھ دینے والا ہو جائے - کیا اسے کسی دوسرے کا خطرہ رہ سکتا ہے ؟

(۲) اللہ تعالےٰ متقیوں کو دوست سمجھتا ہے -

شرح

اللہ تعالےٰ جس کا دوست بن جائے اُسے کسی دشمن کا کھٹکا رہ سکتا ہے ؟

(۳) بخشش اور بہشت متقیوں کے لئے ہے -

شرح

اللہ تعالےٰ نے دُنیا ہی میں اعلان فرما دیا ہے کہ میری بہشت میں صرف متقی ہی داخل ہوں گے - یعنی بہشت ان کے لئے ریزرو ہو چکی ہے - جس کے لئے دنیا ہی میں رہتے ہوئے بہشت ریزرو ہو جائے - اسے موت کے بعد کا کوئی کھٹکا رہ سکتا ہے ؟ اللھم اجعلنا منھم

(۴) اللہ تعالےٰ متقیوں کی بات قبول کرتا ہے -

شرح

اللہ تعالےٰ جس شخص کی معروضات کے قبول کرنے کا وعدہ کر لے اس کی دُنیا کی زندگی بھی خوشگوار گزرے گی - اور آخرت میں بھی خوشحال رہیں گے - کیونکہ ایسے حضرات تو پھر اس قسم کی دُعائیں مانگیں گے - (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں دُنیا میں بھی خوشگوار زندگی بسر کرا اور آخرت میں بھی عمدہ زندگی بسر کرانا - اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے -

(۵) متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے

شرح

اچھے ٹھکانے سے مراد بہشت ہے - چنانچہ ۵ کی آیتوں میں ان کے لئے بہشت کی نعمتوں کی تفصیل بھی آ چکی ہے

متقی کا لفظی ترجمہ

پرہیزگار یا پرہیز کرنے والا بھی ہو سکتا ہے - اب اس چیز کی تفصیل سے معلوم کرنے کی ضرورت ہے - کہ مسلمان کن چیزوں سے پرہیز کرنے کے باعث پرہیزگار بن سکتا ہے - اس سوال کا جواب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے عرض کرنا چاہتا ہوں - کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات کی مراد یا تو اللہ تعالےٰ خود اپنی کلام پاک قرآن مجید میں بیان فرما دیں - تو اس پر

یقین کیا جا سکتا ہے اور یا اللہ تعالے کے کلام کے شارح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہیں۔ حضور انورؐ کی تفصیل و تشریح کو بھی ہم اللہ تعالے ہی کی تفصیل و تشریح خیال کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ایک سارٹیفکیٹ عطا فرمایا ہوا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورہ النجم رکوع ۱ پ۲۷)۔ ترجمہ:۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

متقی کیلئے جن چیزوں سے بچنا ضروری ہے ان کی تفصیل

۱۔ شرک سے بچنا ضروری ہے

الف۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ الاعراف رکوع ۲۴۔ پ۹)۔ ترجمہ:۔ سو اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

ب۔ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورہ التوبہ۔ رکوع ۵ پ۱۰) ترجمہ:۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

ج۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ العنکبوت۔ رکوع ۱ پ۲۰) ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے۔ جسے تو جانتا بھی نہیں۔ تو ان کا کہنا نہ مان۔ تم سب نے لوٹ کر میرے ہاں ہی آنا ہے۔ تب میں تمہیں بتلا دونگا جو کچھ تم کرتے تھے۔

قرآن مجید سے شرک سے بچنے

کی بے شمار آیتیں نکل سکتی ہیں۔ میں نے تین پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ہر شخص ان آیات سے بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ کسی صورت سے بھی شرک کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ وہ ماں باپ جن کی نافرمانی کرنے والا دوزخ میں جائے گا۔ شرک کے معاملہ میں ان کی بھی کوئی بات نہیں مانی جائے گی۔ اور اس معاملہ میں وہ ہزار مرتبہ ناراض ہوں۔ اُن کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

شرک کا مطلب

یہ ہے کہ بندے کا جو تعلق فقط اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہیئے تھا۔ وہی تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے۔

۲۔ کفر اور نفاق سے بھی بچنا ضروری ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (سورہ التوبہ۔ رکوع ۹ پ۱۰) ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

جن لوگوں کے لیے

دوزخ کا وعدہ۔ لعنت اور دائمی عذاب کا اعلان قرآن مجید میں آ چکا ہے۔ وہ متقی کیسے ہو سکتے ہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ متقی بننے کے لئے کفر اور نفاق سے بچنا ضروری ہے۔

کفر اور نفاق کیا چیز ہے

کفر کا مطلب اللہ تعالے کا حکم ماننے سے انکار کرنا ہے اور نفاق یہ ہے۔ کہ ایک شخص بظاہر مسلمان کہلائے۔ اور دل میں اسلام پر اعتراض کرے مثلاً آجکل جس طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی جو سزا ہے۔ یہ وحشیانہ سزا ہے۔ یہ نہیں ہونی چاہیئے۔ یا مثلاً بعض آدمی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بیاج حرام کیا گیا ہے حالانکہ یہ حرام نہیں ہونا چاہیئے تھا۔۔ وغیرہ وغیرہ

ارکان اسلام کا ترک کرنا

اسلام کے چار ارکان (نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ حج) کا ترک کرنے والا متقی نہیں ہو سکتا۔ لہذا متقی کا تمغہ حاصل کرنے کے شائقین کا فرض ہے۔ کہ ان چار چیزوں کی عملاً پابندی کریں استطاعت کے ہوتے ہوئے ہرگز ترک نہ کریں۔

۸۔ زبان کا تقوے

ا۔ کسی سے ٹھٹھا نہ کریں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (سورۃ الحجرات۔ رکوع ۲ پ۲۶) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

ب:۔ ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورہ الحجرات رکوع ۲۔ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

ج۔ ایک دوسرے کے نام نہ دھرو

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ (سورہ الحجرات رکوع ۲ پ۲۶)۔ ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے نام نہ دھرو۔

د۔ ماں باپ کی بے ادبی نہ کرو۔

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ۱۵)۔ ترجمہ۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔

ھ:۔ کسی کے حال کی پھولا پھالی نہ کرو۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا (سورہ الحجرات رکوع ۲ پ۲۶) ترجمہ:۔ اور ٹٹول بھی نہ کرو۔

و۔ کسی کی غیبت نہ کرو

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ۔ اور نہ کسی کی غیبت کیا کرے۔

۹۔ متقی بننے کے لئے گالی سے بچنا ضروری ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

ارشادات میں بعض چیزوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ (متفق علیہ)۔ ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

متقی بننے کے لئے چغل خوری سے بچنا ضروری ہے

عَنْ حُذَيْفَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (متفق علیہ) ترجمہ: حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ فرماتے تھے چغلخور بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

۹۔ کان کا تقویٰ

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۚ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۸ پ ۷)

ترجمہ: اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ تو ان سے الگ ہو جا۔ یہاں تک کہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں۔ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے۔ تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جو لوگ کیل کانٹے نکال رہے ہوں۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے اُٹھ کر چلا جا تاکہ اُن کی بیہودہ باتیں تیرے کان میں نہ پڑیں۔ یہی کانوں کا تقوےٰ ہے۔

تائید

مذکورۃ الصدر آیت کی ہم معنی دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ پہلی آیت کی تائید کے لئے یہ آیت پیش کی جا رہی ہے۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ ۔ سورہ النساء۔ رکوع ۲۰ پ ۵) ترجمہ: اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے۔ کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سنو تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہانتک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں۔ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس مجلس میں اللہ تعالےٰ کے دین پر مذاق اُڑایا جاتا ہو۔ جیسے کہ آج کل مغرب زدہ اسلام کے نُور سے بے نُور مسلمان نوجوان کرتے ہیں تو مسلمان کا فرض ہے کہ اس مجلس سے اُٹھ جائے۔ اور ان لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ یہی کانوں کا تقوےٰ ہے۔ ہاں ان بے دینوں کا مُنہ توڑ جواب دینے کی توفیق ہو۔ تو پھر ان کا منہ توڑے۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ یہ زبان کا جہاد ہے۔ جو اسلام کی عزت کی حفاظت کے لئے معترضین کے ساتھ کیا جائے گا۔

۱۰۔ آنکھ کا تقویٰ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۔ الآیہ

سورہ النور۔ رکوع ۴ پ ۱۸) ترجمہ: ایمان والوں سے کہہ دو۔ کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ اُن کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مرد اجنبی عورتوں کو اور عورتیں اجنبی مردوں کو جھانک جھانک کر نہ دیکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے کرتے بُرائی تک نوبت پہنچ جائے۔ اس آیت میں آنکھ کے تقوےٰ کی تعلیم ہے۔

۱۱۔ ہاتھ کا تقویٰ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ المائدہ۔ رکوع ۵ پ ۶) ترجمہ: تو اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصّہ صحیح طور پر پڑھ کر سناوے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی۔ اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا۔ تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس کی قربانی قبول ہوئی ہے۔ وہ اپنے بھائی سے کہہ رہا ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ سے ڈرنے کے باعث تمہیں قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ یہی ہاتھ کا تقوےٰ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سوا حرکت میں نہ آئے۔

قاعدہ

یہ نکلا کہ کسی موقعہ پر بھی ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سوا نہیں اٹھانا چاہیئے۔ جس طرح عام طور پر مسلمان ہاتھ ہی سے گناہ کرتے ہیں۔ مگر اس گناہ کو محسوس نہیں کرتے۔ مثلاً سینما پہنچنے کے بعد جیب سے ٹکٹ کے لئے پیسے ہاتھ ہی سے نکالے جاتے ہیں۔ جو خلاف تقوےٰ ہے۔ شراب کے خریدنے کے لئے جیب سے پیسے ہاتھ ہی سے نکالے جاتے ہیں۔ یہ بھی ہاتھ کے تقوےٰ کے خلاف ہے۔ چور چوری کے لئے نقب ہاتھ ہی سے لگاتا ہے جو خلاف تقویٰ ہے

۱۲- پاؤں کا تقویٰ

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ التوبۃ رکوع ۱۵ پ ۱۱) - ترجمہ - اور جو وہ (مجاہد) تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں - یا کوئی میدان طے کرتے ہیں - تو یہ سب کچھ ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے - تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے۔

حاصل

اس آیت میں مجاہدین کے میدانوں کے طے کرنے کا ذکر ہے - جن کے طے کرنے کے باعث انہیں اجر ملے گا - اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر طے کرنا یہ پاؤں کا تقویٰ ہے -

۱۳- لباس میں تقویٰ

یہ ہے کہ وُہ لباس پہنے - جس کے پہننے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَبَاءَ دِيْبَاجٍ اُهْدِيَ لَهٗ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهٗ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ قَدْ اَوْشَكَ مَا انْتَزَعْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرِيْلُ فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ اَمْرًا وَّاَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَا لِيْ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهٗ لِتَلْبَسَهٗ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهٗ تَبِيْعُهٗ فَبَاعَهٗ بِاَلْفَيْ دِرْهَمٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ - حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جبہ پہنا جو آپؐ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا - پھر آپؐ نے اسے جلدی اُتار دیا - پھر آپؐ نے اسے عمرؓ کو بھیج دیا - پھر آپؐ سے عرض کی گئی یا رسول اللہؐ آپ نے اسے جلدی ہی اُتار دیا - آپؐ نے فرمایا مجھے اس کے پہننے سے جبرئیلؑ نے منع کیا - پھر عمرؓ روتے ہوئے آئے - پھر عرض کی یا رسول اللہؐ آپؐ نے ایک چیز کو ناپسند فرمایا - اور وُہ چیز آپؐ نے مجھے دے دی - پس وہ میرے لئے کیسی ہے - تب آپؐ نے فرمایا - میں نے تمہیں اس لئے وہ نہیں دی کہ تو اسے پہنے - سوائے اس کے نہیں - میں نے تمہیں اس لئے دی ہے کہ تو اسے بیچ لے - پھر عمرؓ نے اسے دو ہزار درہم سے بیچ دیا -

حاصل

اس سے معلوم ہُوا کہ اسلام میں مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننا حرام ہے - لہٰذا لباس میں تقویٰ یہی ہے کہ جو کپڑا شرعاً پہننا حرام ہے - اسے استعمال نہ کیا جائے

تہبند یا پاجامہ ٹخنے سے اوپر رکھا جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعْ اِزَارَكَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ قَالَ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ (رواہ مسلم) ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے - میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا - اور میرا تہبند ڈھیلا تھا - تب آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ - اپنا تہبند اونچا کر - پھر میں نے اسے اونچا کر لیا - پھر فرمایا اور کر - پھر میں نے اور کیا - اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں - (کہ تہبند نیچے نہ ہو جائے) پھر بعض لوگوں نے آپ سے کہا - کہاں تک - آپ نے فرمایا - دونوں پنڈلیوں کے نصف تک - یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید کے باعث آدھی پنڈلیوں تک تہبند رکھتا ہوں -

حاصل

یہ نکلا کہ تقوےٰ کے لوازمات میں سے یہ بھی ہے کہ تہبند یا پاجامہ ٹخنے سے اوپر ہونا چاہیئے -

تکبّر اور فخر کے طور پر ٹخنے سے نیچے کپڑا پہننے والے کی سزا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا (متفق علیہ) - ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن اللہ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا - جس نے اپنے تہبند کو تکبّر کے طور پر گھسیٹا - یعنی ٹخنوں سے نیچے زمین تک پہنچ رہا تھا - جس طرح آج کل دیہاتوں میں رہنے والے زمیندار عموماً تہبند اتنا نیچا رکھتے ہیں کہ زمین پر گھسٹتا آتا ہے -

۱۴- کھانے پینے میں تقویٰ

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پ ۲)

ترجمہ - اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ - اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ - تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ - حالانکہ تم جانتے ہو -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے کہ مال حلال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے - اور مال حرام سے روزہ مُدت العمر کے لئے ہے - اس کے لئے کوئی حد نہیں - جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یا بیوع ناجائزہ یا سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے - نہ پہنچاؤ حاکموں تک - یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو ظالم حاکموں کو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ - کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو - یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعوےٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ - اور تم کو اپنے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو -

حاصل

کھانے پینے میں تقوےٰ یہ ہوگا - کہ حرام کے ذریعہ سے مال کمانے کی جتنی صورتیں بیان کی گئی ہیں سب سے بچے

حرام کا مال کھانے کا نتیجہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی)

ترجمہ - حضرت جابرؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - وُہ گوشت بہشت میں نہیں جائیگا - جس نے حرام کے مال سے تربیت پائی ہے - اور جس گوشت نے بھی حرام کے مال سے تربیت پائی ہے اسے آگ اپنے اندر سمیٹنے کی زیادہ مستحق ہے -

۱۴ شرائط

برادران اسلام تقویٰ کا تمغہ حاصل کرنے کیلئے ۱۴ شرائط عرض کر چکا ہوں



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۷ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۹ر جنوری ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

آخرت کا غم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ اما بعد آج میں ایک حدیث شریف کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہی آج کا سبق ہے۔

وہ حدیث شریف یہ ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ ھَمًّا وَاحِدًا ھَمَّ اٰخِرَتِہٖ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَاہُ (الحدیث)۔ (رواہ ابن ماجہ۔)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس شخص نے ایک غم یعنی آخرت کا غم لگا لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے غموں کے لئے کافی ہے)

جس کو یہ غم لگ جائے کہ اس کی آخرت خراب نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ اس کے دنیا کے غم ہلکے کر دیتے ہیں اور اس کی ہر معاملہ میں امداد فرماتے ہیں۔

اس کی دو تعبیریں ہو سکتی ہیں ــ

۱۔ خواص کا درجہ۔ ۲۔ عوام کا درجہ ــ

خواص کا درجہ یہ ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر حالت میں اُنہیں یہی فکر رہتی ہے کہ کہیں آخرت خراب نہ ہو جائے ان کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ کھائیں گے کیا؟ یہ چیز وہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا درجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو حرم تھے۔ لیکن ذریعہ معاش کوئی نہیں تھا۔ نہ کوئی تجارت تھی اور نہ ملازمت۔ بر ہے۔ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَاہُ آپ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے۔ صدقہ اور خیرات نہ لیتے تھے۔ نو ازواج مطہرات کے لئے کپڑا اور روٹی اللہ تعالےٰ دیتے ہی تھے۔ امیرانہ نہ سہی۔ غریبانہ ہی سہی ان کی بھی زندگی گزر ہی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۴ گھنٹے اصلاح خلق اللہ کے لئے وقف تھے۔ دین سکھانا دین پہنچانا۔ آپؐ کے ذمہ تھا۔ کمانے کے لئے کوئی وقت ہی نہ ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط (سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پ ۶) ۔ **ترجمہ** اے رسولؐ جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچا دے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا)

اس قسم کے خواص آنحضرتؐ کی اُمت میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ میں نے ایسے حضرات دیکھے ہیں۔ سندھ میں بھی تھے اور ریاست بہاول پور میں بھی تھے میرے دونوں مربیوں کے ہاں بھی یہی رنگ تھا۔ ان کو بھی شوق ہوتا تھا۔ کہ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا نام سکھائیں اور ضروریات زندگی اللہ تعالےٰ کے سپرد کر رکھی تھیں۔ ابتداء میں یہ حالت تھی کہ اندر باہر سب کئی کئی وقت فاقہ سے رہتے تھے۔ اگر کہیں سے کچھ ہدیہ آ گیا تو سب میں تقسیم فرما دیتے

عوام بھی اس حدیث شریف کا مصداق بن سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ دل میں یہ ٹھان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ حضرت ابو موسےٰ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص دُنیا کو محبوب رکھتا ہے۔ وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت کو محبوب رکھتا ہے وہ اپنی دُنیا کو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس تم فنا ہونے والی چیز (دُنیا) پر۔ باقی رہنے والی چیز (آخرۃ) کو ترجیح دو۔ دُنیا کے سب ساز و سامان بھی ہوں اور اللہ والوں کا سا دین بھی ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ جن کو دنیا کے مقابلہ میں آخرت محبوب ہوتی ہے۔ وہ دُنیا کے ساز و سامان کے فراہم کرنے کے درپے نہیں ہوتے۔ وہ روکھی سوکھی روٹی کھا کر اور بیوی سے بلافیشن کپڑے سلا کر پہن لیتے ہیں۔ دھوبی کے دھلے کپڑے نہ سہی۔ گھر میں دُھلا کر پہن لیتے ہیں۔ فیشن کے لئے روپیہ چاہیئے۔ روپیہ کمانے کے لئے ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے حضرات سادہ زندگی بسر کر لیتے ہیں۔ مگر حرام نہیں کماتے تاکہ ان کی آخرت خراب نہ ہو۔ پھر اللہ تعالےٰ ان کے دُنیا کے غموں کی خود کفالت فرماتے ہیں۔ کفاہ اللّٰہ ھم دنیاہ۔

حقیقی خوشی رُوح کی خوشی ہے۔ جسم کی نہیں۔ اگر ایک دنیا دار کو دو لاکھ کی کوٹھی دس ہزار کی موٹر اور عیش و آرام کے باقی سب سامان مہیا ہیں۔ لیکن وہ تپ محرقہ میں مبتلا ہے۔ اور ساری رات ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے۔ کیا اس کو خوشی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ایک غریب جو محنت مزدوری کرکے رات کو حلال کی روزی کما کر لاتا ہے۔ اور بال بچوں میں بیٹھ کر کھاتا ہے۔ وہ عشاء کی نماز پڑھ کر چین سے سوئے گا۔ صبح کی نماز کے وقت بیوی ہی اُٹھاتی ہے۔ اس کی رُوح خوش ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ٥ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ٥ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا ج وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ٥ (سورہ طٰہٰ۔ رکوع ۷ پ ۱۶) **ترجمہ**۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری

آئیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انھیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

اس اعلان سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو قرآن مجید کو دستور العمل نہیں بناتے۔ ان کی دنیا کی زندگی بھی ناکام ہوتی ہے۔ اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہتے ہیں خواص جو آخرت کو مقصود بالذات بناتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی عرض کر چکا ہوں۔ اس قسم کے نمونے شعبہ حیات میں ہمیشہ رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہر نیکی کا اجر کم از کم دس گنا دیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں۔ انسان ایک بھی بمشکل دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۵

(سورہ نسا۔ رکوع ۲۱ پ ۵) ترجمہ

(اے منافقو!) اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکر گزار ہو اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ قدردان جاننے والا ہے۔

اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ جو اس حدیث کا ہے۔ جو میں نے ابتدا میں عرض کی ہے۔ جس کو یہ فکر ہوگی کہ میری آخرت خراب نہ ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایماندار اور شکر گزار بندہ بن کر زندگی بسر کرے گا۔ ایسے شخص کو نہ دُنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی تکلیف ہوگی۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اسی طرح زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہماری آخرت نہ خراب ہونے پائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

بیس ۲۰۔ ۲۲ سال سے اس مجلس میں یہ پیغام دے رہا ہوں۔ کہ رنگ صحبت سے چڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ الآیہ (ترجمہ)

اور تو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔

اب تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ڈھائی سال سے میرا یہ پیغام مجلس ذکر کے عنوان سے "خدام الدین" میں شائع ہو رہا ہے۔ اور اس مجلس میں شرکت نہ کرنے والوں کو بھی پہنچ رہا ہے۔ اگر بیوی پڑھی ہوئی ہے تو "خدام الدین" اس کو لے جا کر دے دیا کیجئے۔ تاکہ اس کی بھی اصلاح ہو جائے۔ بیویاں اللہ تعالےٰ نے ہم کو فقط اس لئے نہیں دیں کہ ان سے جھاڑو دلوائیں برتن منجوائیں۔ کھانا پکوائیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالےٰ ہم سے سوال کرینگے کہ میرا دین بھی ان کو سکھلایا تھا یا نہیں۔ اسی طرح اولاد کے متعلق بھی باز پرس ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عن عبد الله بن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته فالامام الذى على الناس راع وهو مسئول عن رعيته والرجل راع على اهل بيته وهو مسئول عن رعيته والمراة راعية على بيت زوجها وولده وهى مسئولة عنهم وعبد الرجل راع على مال سيده وهو مسئول عنه الا فكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته (متفق عليه)

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خبردار تم میں سے ہر شخص نگہبان اور رعیت رکھنے والا ہے۔ اور ہر شخص سے اس کی رعیت کی بابت سوال کیا جائے گا۔ (یعنی باز پرس ہوگی)۔ پس امام و خلیفہ جو لوگوں کا نگہبان و راعی ہے۔ اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان و راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور عورت محافظ ہے اپنے شوہر کے گھر کی اور اس کے بچوں کی۔ اور اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان و محافظ ہے۔ اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر شخص راعی ہے۔ اور ہر راعی سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔

عورت۔ مرد اور حاکم مسئول ہونگے عورت سے نوکروں اور بچوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنے قیامت کے دن کی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر دُنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

فضائے مدینہ

از جناب نثیر قریشی ملتان

خدا سے دُعا ہے دکھائے مدینہ
بہارِ مدینہ، فضائے مدینہ

تصوّر میں ہو میرے روضہ نبیؐ کا
نظر میں میری اب سمائے مدینہ

میں پیغام اِک بھیجنا چاہتا ہوں
کِدھر ہے؟ کہاں ہے صبائے مدینہ

ابھی عزم محکم، نہیں مجھ میں ورنہ
قدم جو بڑھاؤں تو آئے مدینہ

جو ذکرِ محمدؐ سے معمور ہے دِل
تو ہے لب پہ میرے ثنائے مدینہ

لُٹا دوں گا سب کچھ اگر ہو زیارت
میرے جان و دل ہیں فدائے مدینہ

میرا دم گھٹا اس مکدر فضا میں
مجھے راس ہے بس فضائے مدینہ

نماز کی فضیلت اور تاکید

از جناب محمد احتشام الحسن کاندھلوی

جیسا کہ انسان بغیر پانی اور ہوا کے کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتا بالکل اسی طرح حقیقی اسلام اور ایمان بغیر نماز کے قائم نہیں رہ سکتے۔ اسی لئے خداوند کریم نے ہر حال میں ہر مسلمان کو نماز کا حکم دیا۔ اور بار بار نماز پڑھنے کی "تاکید کی۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے ایمان اور اسلام میں رونق اور تازگی اور شگفتگی پیدا ہوتی رہے۔

نماز کی فضیلت اور تاکید قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف عنوانات سے بیان فرمائی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات نماز کے متعلق وارد ہیں۔ جن میں سے چند احادیث رسالہ فضائل نماز سے نقل کی جاتی ہیں۔

حضور اقدس نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۱۔ اللہ جل شانہ نے میری اُمت پر سب سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔

۲۔ آدمی اور شرک کے درمیان نماز حائل اور مانع ہے۔

۳۔ اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص فراغ قلب اور یکسوئی کے ساتھ آداب اور شرائط کی پابندی کرتے ہوئے نماز کو ادا کرے۔ وہ مومن ہے۔

۴۔ حق تعالےٰ شانہ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے بہتر اپنے بندوں پر مقرر نہیں کی۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو فرشتوں کو ضرور اس کا حکم دیا جاتا۔ فرشتے ہر وقت کچھ رکوع میں رہتے ہیں کچھ سجدے میں۔

۵۔ نماز دین کا ستون ہے۔

۶۔ نماز مومن کا نور ہے۔

۷۔ نماز بہترین جہاد ہے۔

۸۔ جب انسان نماز شروع کرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہ کی کامل توجہ اس کی طرف ہوتی ہے۔ اور جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ تو وہ کامل توجہ جاتی رہتی ہے۔

۹۔ جب کوئی بلا آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ تو مسجد کو آباد رکھنے والوں سے دُور رہتی ہے۔

۱۰۔ سب سے زیادہ پسندیدہ کام اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ نماز ہے جو وقت پر ادا کی جائے۔

۱۱۔ اللہ جل شانہ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ اس کو سجدہ کی حالت میں دیکھیں کہ اپنی پیشانی کو زمین سے رگڑ رہا ہو۔

۱۲۔ اللہ جل شانہ کے ساتھ سب سے زیادہ قرب و نزدیکی سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

۱۳۔ جب انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھُل جاتے ہیں۔ اور خالق اور بندے کے درمیانی پردے ہٹ جاتے ہیں۔ جب تک کہ کھانسی وغیرہ فضول کام میں مشغول نہ ہو۔

۱۴۔ نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب دروازہ بار بار کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ تو کھول دیا جاتا ہے۔

۱۵۔ نماز دل کا نور ہے۔ جو شخص اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے بنالے۔

۱۶۔ جو شخص پانچوں نمازوں کا اہتمام رکھتا ہو۔ اور رکوع اور سجدہ اور وضو کو اچھی طرح ادا کرتا ہو۔ جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے۔ اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

۱۷۔ مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے۔ اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے۔ تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے۔ اور اس کو بہکانے کی فکر کرنے لگتا ہے۔

۱۸۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

۱۹۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے میں نے تمہاری اُمت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے لئے اس کا عہد کر لیا ہے۔ کہ جو شخص نمازوں کی وقت کے اندر حفاظت رکھے گا۔ اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان نمازوں کی حفاظت نہ کرے گا۔ اس کے لئے مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں۔

۲۰۔ جو شخص کامل وضو کرے۔ پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہو۔ اللہ تعالےٰ اس شخص کے اس دن کے وہ تمام گناہ جن کی طرف قدموں نے رہبری کی ہو۔ اور ہاتھوں سے صادر ہوئے ہوں اور کانوں سے سُنے ہوں اور آنکھوں سے دیکھے ہوں۔ اور دل میں بُرے خطرات گزرے ہوں۔ معاف فرما دیتے ہیں۔

۲۱۔ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی شخص کے دروازے کے سامنے ایک گہری نہر کا پانی جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے۔

نماز چھوڑنے کی سزا

نماز خداوند عالم کا ایک اہم فریضہ ہے۔ اس لئے اس کو چھوڑنے کی بہت سخت سزا ہے۔ اور جو مسلمان نماز کو غفلت اور لاپرواہی سے ادا کرتے ہیں۔ ان کے لئے سراسر ہلاکت اور بربادی ہے دُنیا کا بھی نقصان ہے اور آخرت کا بھی خسارہ ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے۔ حق تعالےٰ پانچ طرح سے اس کا اکرام فرماتے ہیں۔ اس پر سے

رزق کی تنگی دور کر دی جاتی ہے۔ اور عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے اور قیامت کے روز اس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔ اور جن لوگوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ہوں۔ وہ نہایت خوش اور خرم ہوں گے اور پلصراط پر سے بجلی کی طرح گزر جاتا ہے اور بغیر حساب کتاب کی سختی کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو چند طریقہ سے سزا دی جاتی ہے۔ پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے اُٹھنے کے بعد دنیا کی پانچ سزا یہ ہیں۔ (۱) اس کی زندگی سے برکت اور راحت ہٹا دی جاتی ہے۔ (۲) چہرے سے نیک بختی کے آثار ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ (۳) جو کچھ نیک کام کرتا ہے حق اُن لے اس پر اجر و ثواب نہیں دیتے۔ (۴) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی (۵) مقبول بندوں کی دعا میں اس کو شریک نہیں کیا جاتا۔

موت کے وقت کی تین سزا یہ ہیں۔ (۱) ذلّت اور رسوائی کے ساتھ مرتا ہے۔ (۲) بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔ (۳) موت کے وقت پیاس کی اس قدر شدّت ہوتی ہے۔ کہ تمام دریا بھی اس کو پلا دیئے جائیں تو تسکین نہ ہو۔

قبر کی تین سزا یہ ہیں (۱) قبر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے۔ کہ پسلیاں ایک دُوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے۔ جس پر ہر وقت کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ (۳) ایک سانپ اس پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ جس کا نام شجاع اقرع ہے۔ جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں۔ اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے۔ کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچا جائے۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے۔ وہ یہ کہتا ہے۔ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب نکلنے تک مارتے جاؤں۔

ہفتہ وار خبریں

—— لاہور ۹ر جنوری۔ حکومت مغربی پاکستان نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ صوبائی ملازمتوں میں اقلیتوں کے لئے اسامیاں مخصوص نہیں کی جائینگی اس سے قبل ان کے لئے پانچ فیصدی اسامیاں مخصوص ہوتی تھیں۔

—— لاہور ۹ر جنوری۔ مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم شیخ عبداللہ کی ساڑھے چار سالہ نظر بندی کے بعد رہائی کا۔ یہاں کے کشمیری حلقوں میں پُر جوش خیر مقدم کیا گیا۔ مغربی پاکستان جموّں وکشمیر مہاجر فیڈریشن کے ایک ہنگامی اجلاس میں ایک قرارداد کے شیخ عبداللہ کو ان کی رہائی پر مبارکباد دی گئی۔

—— کوئٹہ۔ ۱۰ر جنوری۔ مکران کے ساحل پر سمگلنگ کی روک تھام کے لئے پانچ نئی کسٹم چوکیاں قائم کی جا رہی ہیں۔ اور مارچ تک ان کی تعمیر مکمّل ہو جائے گی۔ یہ چوکیاں وائرلیس اسلحہ کے ذخائر اور انسداد سمگلنگ کے لئے کثیر سٹاف سے لیس ہونگی

—— کراچی ۱۰ جنوری۔ پاکستان ریلوے کی ترقی و توسیع کے لئے بین الاقوامی ادارہ تعاون کی طرف سے امریکہ میں تیارشدہ ۹ موٹر ڈیزل انجن کراچی پہنچ گئے ہیں۔

—— جھنگ۔ ۱۰ر جنوری۔ ضلع جھنگ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار دستی کھڈیوں پر کام کرنے والے بیاسی ہزار کاریگروں اور مزدوروں نے آج مکمل ہڑتال کی۔ کھڈیوں کے کاریگروں نے پورے مغربی پاکستان میں یوم احتجاج منایا۔

—— کراچی ۱۱ر جنوری۔ آج یہاں سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ افغانستان پاکستان کے پانچ روزہ سرکاری دورے پر یکم فروری کو کراچی پہنچینگے۔

—— کراچی۔ ۱۱ر جنوری۔ امریکہ نے ایک بحری جہاز "محمود" جس کی قیمت ۱½ کروڑ روپیہ ہے۔ پاکستان بحریہ کے حوالے کر دیا ہے۔ اس میں ڈیزل انجن اور سرنگیں صاف کرنے والی مشینیں نصب ہیں۔

—— کراچی۔ ۱۱ر جنوری۔ آج شام وزیر اعظم پاکستان نے ایک تقریر میں کہا ہے۔ کہ پاکستان ڈاکٹر گراہم کا نہ صرف پُرتپاک خیر مقدم کرے گا۔ بلکہ خلوص دل سے ان کے مشن کو کامیاب بنانے میں مکمّل تعاون کرے گا۔

—— جاکرتہ ۹ر جنوری۔ انڈونیشیا کے فوجی ہیڈ کوارٹرز سے آج اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جزائر ملاکا کے شمال میں جزیرہ ٹرینیٹ میں ایک مسلح تصادم میں متعدد شہری اور فوجی ہلاک ہوئے

—— لندن ۱۰ر جنوری۔ روس نے کل رات اعلان کیا ہے۔ کہ عالمی کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے روس آئندہ دو تین ماہ کے اندر دُنیا بھر کی حکومتوں کے سربراہوں کی ایک کانفرنس طلب کر رہا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۱۱ر جنوری۔ مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم شیخ عبداللہ نے اپنی رہائی کے بعد جو بیان دیا ہے۔ بھارتی اخبارات اُس سے مشتعل ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے نئے سر سے شیخ عبداللہ پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔

آئندہ شمارہ انشاء اللہ
حضرت کا دُنی نمبر ہوگا۔
ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام نوٹ فرمائیں۔

گریۂ غم

بر وفات شیخ العرب والعجم حضرت مولٰینا حسین احمد مدنیؒ

از جناب حکیم دلاور خاں دلاور دھولپوری اوکاڑہ

ماتم! اے ایمان والو صاحبِ عرفاں گیا ۔۔۔ اب ستارے رہ گئے ہیں نیّرِ تاباں گیا

بن گیا دار الحزن دار العلومِ دیوبند ۔۔۔ آہ مدنی تو گیا کیا علم کا ساماں گیا

ہر عقیدت مند بہرِ تعزیت ہندوستاں ۔۔۔ سرزمینِ پاک سے با دیدۂ گریاں گیا

جس نے بخشی ملّتِ اسلام کو تابندگی ۔۔۔ وُہ مجدّد وُہ ولی وہ شارحِ دوراں گیا

زندۂ جاوید محمود الحسن کی یادگار ۔۔۔ ہاں اسیرِ مالٹا کا جانشیں سلطاں گیا

جس نے بخشا تشنگانِ علم کو علمِ حیات ۔۔۔ حاذقِ دوراں گیا وہ وقت کا لقماں گیا

یہ ندا ہاتف کی پیہم آرہی ہے سوگوار ۔۔۔ ناخدائے دینِ حق نبّاضِ ہر طوفاں گیا

یہ الم ہے اُٹھ گیا فکر و نظر کا تاجدار ۔۔۔ دین کی عظمت تھی جس سے آج وہ انساں گیا

محسنِ انسانیت اے مخزنِ جملہ صفات ۔۔۔ دے کے درسِ شرع لے کر دولتِ ایماں گیا

اے دلاور یوں سنِ ترحیل مدنیؒ کر رقم

مُقبلِ یزداں، مصنّفِ اشرفِ دوراں گیا

۷۷ ہجری ۱۳

بقیہ حیرت برحیرت صفحہ ۱۶ سے آگے :-

ہونے کے اس چیز پر خوش ہو رہے ہیں کہ الحمدللہ موجودہ سائینسدانوں نے انبیاء کرام کے معجزات کی راہ صاف کر رہی ہے۔ اور اولیائے کرام کے خوارق عادت کے لئے امکانات پیدا کر دیئے ہیں۔ مجھے اس بے جا مسرت اور احمقانہ شکریہ پر بڑی حیرت ہے۔ کیونکہ سائینس کی ایجاد اور معجزہ و کرامت کی ہر آن اور شان میں بُعد المشرقین ہے۔ بھلا مادیات کو رُوحانیات سے کیا تعلق۔ بھلا انبیاء کرام کے نفوس قدسیہ کے واردات کو موجودہ سائینس دانوں کی مکدر ارواح سے کیا واسطہ۔ اور پھر اُن کے افعال و اعمال اسالیب فکر اور نتائج اعمال کی تطبیق کہاں تک دانشمندی ہے۔ قرآن حکیم نے علمبرداران عقل اور سرمایہ داران یقین کی راہیں مختلف بتائی ہیں۔ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ کَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ۔ ترجمہ: بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے سمجھائے ہوئے واضح رستہ پر ہے۔ اُس کے برابر ہے۔ جس کو اس کا بُرا کام بھلا کر دکھلایا گیا ہو۔ اور وہ چلتے ہوں اپنی خواہشات پر)

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہم انسان دماغ کی فلک پیمایوں پر خوش ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی پرواز میں اور بھی قوت پیدا کرے۔ لیکن اُن فریب خوردہ اور موجودہ سائینس کے مسحور و مرعوب اذہان سے سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا سائینس کے انکشافات و ایجادات کی طرح معجزات بھی چند تجربات اور آلات کے نتائج ہیں؟ کیا سائینس کے کرشموں کو چھوٹے پیمانہ پر معجزہ کا مقام دیا جا سکتا ہے؟ کیا معجزہ پیغمبر وقت کی مرضی پر جب چاہے ظہور پذیر ہو سکتا ہے؟ کیا سائینس کی ایجادات کی طرح ہم معجزہ کا فارمولا دُوسرے اشخاص کو تعلیم دے کر ان کو بھی صاحب اعجاز بنا سکتے ہیں؟ بالفاظ دیگر کیا اس دُنیا میں بھی شاگردی اور اُستادی کا دستور جاری کرنا ممکن ہے؟ کیا مرورِ زمانہ سے معجزات کی نوعیت میں بھی سائینس کی طرح ارتقائی اَدوار کی نشان دہی ہو سکتی ہے؟ کیا حضرت نُوح علیہ السلام کے معجزات اس قدر پختہ بنیاد نہیں تھے جتنے کہ حضرت کلیم اللہ کے اور حضرت کلیم اللہ کے معجزات میں ۳۴

۳۴ وہ حزم و پختگی نہیں۔ جتنی کہ حضرت رُوح اللہ کے اعجاز میں تھی؟ ہمیں یقین واثق ہے کہ حلقۂ ارباب دانش اور خادمانِ ملّت اسلامیہ کی طرف سے ان سوالوں کے جواب میں متفقہ طور پر بھی اعلان ہو گا۔ کہ معجزات کا سارا نظام دستِ قدرت میں ہے اور سائینس کا کام اسباب و علل کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا معجزہ و کرامت کی موجودہ سائینس کے انکشافات سے تطبیق کسی طرح بھی ٹھیک نہیں۔

نوٹ:- انشاء اللہ تعالیٰ اب میں اس مضمون کی دُوسری قسط میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے چند ارضی و سماوی آثار کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامع شریعت و طریقت مفسر قرآن امیر مرکزی جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہور کا ارشاد

کہ جمعیتہ علمائے اسلام کی زیادہ سے زیادہ مالی امداد کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پُورا کریں۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ علمائے حق نے تھوڑے عرصہ میں مخلصانہ جدوجہد سے ثابت کر دیا کہ اس زمانہ میں بھی علمائے دین ہی مُلک و ملّت کی خدمت کرنے کی اعلےٰ صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ سندھ۔ سرحد بلوچستان۔ شمالی اور جنوبی پنجاب میں جمعیتہ العلماء اسلام کی سینکڑوں شاخوں نیز تقریباً تمام اضلاع میں دفاتر کے قیام اور ہزاروں جلسوں اور کانفرنسوں کے انعقاد سے مُلک بھر میں زندگی کی لہر اور احیائے دین کا ولولہ پیدا ہو چلا ہے۔ آنے والے عام انتخابات میں عام مُسلمان جمعیتہ سے تعاون کے لئے تیار ہیں اب اہلِ ثروت اور اربابِ خیر کا کام ہے۔ کہ وہ اپنے فرائض کا احساس کریں میں تمام دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں سے اور خاص کر اُن حضرات سے جو ہمارے اکابر سے وابستہ ہیں۔ پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وُہ وقت کے تقاضوں کو سمجھیں اور اپنے اموال کو اور خاص کر زکوٰۃ و صدقات کی بھاری رقوم کو انفرادی افادات پر خرچ کرنے کی بجائے جمعیتہ العلمائے اسلام کو عنایت فرمائیں۔ تاکہ وُہ اُن کو صحیح مصارف پر اس طرح خرچ کرے۔ جس سے قوم کی بگڑی بننے کی اُمید ہو۔ اور کارکنانِ جمعیتہ مالی پریشانیوں سے فارغ رہ کر دین کی خدمت اور مخالفین کا دفاع کر سکیں۔

(دستخط حضرت مولانا) احمد علی عفی عنہ

"حیرت بر حیرت"
"روس کے مصنوعی چاند"

از جناب کمال الدین صاحب اختر بی اے بی ٹی گھڑیالہ

عقل و خرد نے جب سے عالم ناسوت میں آنکھ کھولی ہے۔ سوائے حیرت و استعجاب کے کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ ہم نے جب بھی اس کو دیکھا تو سر بگریباں اور انگشت بدنداں ہی پایا۔ بے سوچے سمجھے ہر چیز پر ٹکٹکی باندھے رکھتی ہے۔ گویا کہ اپنی کم مائگی۔ نارسائی۔ زبوں حالی اور درماندگی کا ہر موقعہ پر عملی طور پر اعتراف کیا جا رہا ہے۔ اس کی حیرانگی کسی زمانے میں بھی طمانیت خاطر سے تبدیل نہ ہوئی یہ پتھر کے زمانے میں اتنی ہی حیران و ششدر تھی۔ جتنی کہ آج بجلی کے زمانے میں ہے۔ ذروں کو پہاڑ سمجھنا اور قطروں کو دریا جاننا اس کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ ہاں! ان جبلی کمزوریوں اور کوتاہ دستیوں کے باوجود ہم نے اس میں ایک خوبی بھی دیکھی ہے۔ کہ یہ متلاشیانہ افتاد طبع لے کر دُنیا میں آئی ہے۔ جس چیز پر اس کی نظر پڑتی ہے اس کو ادراک کرنے کی کوشش میں لگ جاتی ہے۔ اگرچہ ہم نے اُن کی کمندوں کو کسی پست سے پست لبِ بام تک بھدی طرح پہنچتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ مگر ان شبانہ روز ناکامیوں اور دل شکنیوں کے ہوتے ہوئے بھی یہ ہاتھ توڑ کر نہیں بیٹھتی اور ہر وقت مصروف کار رہتی ہے۔

انسانی جسم کے باقی اعضاء و جوارح کی طرح عقل کی جولانیاں بھی ایک خاص حد تک محدود ہیں۔ مگر جہاں تک اس کے دعووں کا تعلق ہے۔ یہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود آسمان اور زمین کے قلابے ملاتی رہتی ہے۔ یہ وسعتِ ارض کو کوئی ایک آدھ پرواز ہیں اور سینہ افلاک کو کوئی یوں اڑان میں طے کرنے کا دم بھرتی ہے۔

مگر افسوس مرض خود فریبی کی یہ مریضہ اپنے بسترۂ ظن و ریب پر ایڑیاں رگڑنے کے سوا اب تک کچھ بھی نہیں کر سکی۔ اور نہ ہی آئندہ اس سے کوئی توقع ہے کیونکہ یہ غریب دولت یقین و ایمان سے محروم رہتی ہے ؎

عقل گو آستاں سے دُور نہیں
اس کی قسمت میں پر حضور نہیں

مذکورہ بالا نظریہ سے ہمارا مقصد عقل و خرد کی تذلیل نہیں۔ بلکہ قارئین کرام کو اس کا صحیح تعارف ہی کرا دینا مقصود ہے۔ ورنہ ہمیں عقل کی محنت پژوہی اور مستعدی سے ہرگز انکار نہیں ہے۔ آئندہ چل کر اس کے بعض بے بنیاد دعاوی پر تضحیک کا پہلو ضرور پیش کیا جائے گا۔ اور وہاں بھی ہم اُس کی دل شکنی کو پسند نہیں کریں گے۔ بلکہ اس کی سادہ لوحی پر نہایت مشفقانہ انداز میں مسکراتے ہوئے آگے گزر جائیں گے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ خالق دو جہان نے اس کو بھی بہت بڑی خوبیوں کا حامل بنایا ہے۔

حضرات جس طرح عقل و خرد کی پیداوار شکوک و شبہات پریشانی و پراگندگی اور تخریب و تعمیر ہے۔ دل کی دُنیا اس سے بالکل الگ تھلگ ہے۔ وہ عقل نارسا کی طرح سلسلۂ علل و اسباب کی بھول بھلیوں میں ہی کھو کر نہیں رہ جاتا وہ تجربات و مشاہدات پر ہی اپنے علم کی بنیاد نہیں رکھتا۔ وُہ تاثیرات فلکیہ اور نجوم کے طلوع و غروب کو اپنے بنے ہوئے اصطرلاب سے دیکھنے کا عادی نہیں۔ وُہ کوہساروں کی بلندیوں۔ میدانوں کی وسعتوں اور پہنائیوں اور سمندر کی گہرائیوں کو اپنے تیار کردہ پیمانوں سے نہیں ماپتا۔ وہ تاریک راتوں میں بجلی کے قمقموں کا محتاج نہیں۔ وُہ اپنی پرواز کے لئے ہوائی جہازوں اور مصنوعی سیاروں کا دست نگر نہیں۔ بلکہ وُہ اُن قدسی انوار سے منوّر و تاباں ہے۔ جس کا دوسرا نام الہامی شعور ہو سکتا ہے۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا۔ یہ قوت ممیّزہ اس کو وہبی طور پر ملی ہے۔ اس کو اکتساب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یاد رہے۔ الہامی شعور وہ دیدۂ بینا اور چشم دُور رس ہے۔ کہ اس کی کار فرمائی اشیائے عالم کے اجسام و اجساد تک ہی محدود نہیں اس کا عمل اپنے بنائے ہوئے آلات کا مرہونِ منّت نہیں۔ بلکہ اس کی جلائے سرمدی ان قوتوں کی حامل ہے۔ کہ اس کا عمل اجسام سے آگے ارواح کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اور یہی مفہوم اتقوا من فراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ کی مسلمہ حقیقت میں بیان کیا گیا ہے۔ دل کی دُنیا جب دولتِ یقین و ایمان سے مالا مال ہو جاتی ہے اور اس میں اطمینان کا ظہور تام ہوتا ہے تو اس کی پرواز آب و آتش کے بنے ہوئے طیاروں پر مبنی نہیں ہوتی۔ وُہ ہوائی کرّہ طبقۂ زمہریریہ اور طبقہ ناریہ کی ہولناکیوں کا نام سن کر ہی نہیں سہم جاتی ہے بلکہ وُہ اپنے جذبۂ صادق کی منزل ملاءِ اعلےٰ سے بھی آگے پاتی ہے۔ اور طرفۃ العین میں مقام مشاہدہ تک پہنچ جاتی ہے ؎

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مُسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے
(اقبال مرحوم)

دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لیے
لذّتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے

اس مفہوم کو یوں بھی بیان کیا ہے

پکڑ کر عجز کا دامن پہنچ عرشِ معلیٰ تک
نگاہوں کو نظر اس بام کا زینہ نہیں آتا

اسی مقام کے راہی کے متعلق لاہور میں اسی قلندر نے مستی کے عالم میں کہا تھا۔

طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے

دِل صالح ہے تو وُہ مبارک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جس کے حق میں حضورِ انور یوں رطب اللسان ہیں۔ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ (خبردار! جسم انسانی میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے۔ تو تمام جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو جسم کی تمام قوّتوں کا عمل بگڑ جاتا ہے۔ سُن لیجئے وہ دل ہے)

عقل و خرد کا سرمایہ حیات علل و اسباب کے ظہور کا نام ہے۔ اس کو نئے نئے انکشافات اور ایجادات پر ناز ہے اس کے دائرے کے اندر رہے دینی۔ فخر اور عجب کو بڑا دخل ہے۔ مگر دل کی کیفیت

جب سنور جاتی ہے تو کسی ہادیٔ دوراں کے ساتھ تسلیم و رضا کے تعلقات کی استواری اُس کا سرمایہ ہے۔ اس کو نکتہ چینی سے پرہیز ہے۔ اس کی ضمیر ثقافتوں سے پاک ہے۔ یہ اپنے ہادی کی صداقت کو معجزات پر نہیں پرکھتا۔ بلکہ انوار ہدایت کو جب پیغمبر وقت کی پیشانی کا زیور دیکھتا ہے تو اُس کا بے دام غلام بن جاتا ہے ؎

معجزہ خواست از نبی بوجہل سگ
دید نفروزش ازاں اِلّا کہ شک
لیک آں صدیقؓ حق معجز نخواست
گفت ایں رُو خود نگوید غیر راست

یہ نبوت و صدیقیت کی حدیں ہیں جو ہر دَور میں باہم مل رہی ہیں۔ اسس کیفیت قلبی کے لئے عربی و عجمی امتیازات رنگ و نسل کے فرق۔ علم و جہل کے شروط۔ قرب و بُعدِ زمان و مکان کے قیود ہرگز ہرگز کارگر نہیں سمجھے جاتے یہ نعمت درویشوں کو مُیسّر آ جائے۔ تو کچھ عجب نہیں۔ اور اس سے کجکلاہانِ سلطنت محروم رہیں تو ہزار ممکن ہے۔ اس سے رشتہ داروں کو ایک شمہ بھر حصّہ و بخرہ نہ ملے تو نہ ملے۔ اور دس سے کالے کوسوں کے اجنبی کامل طور پر فیضیاب ہو جائیں تو پروردگار عالم کی مشیت۔ یہی وہ حقیقت ہے۔ جو اس شعر کی جان ہے ؎

حسنؓ ز بصرہ۔ بلالؓ از حبش۔ صہیبؓ از روم
ز خاکِ مکّہ ابو جہل ایں چہ بوالعجبی است

ہاں۔ ہاں سرور کونینؐ کے ساتھ خونی رشتہ و پیوند رکھنے والے۔ بلکہ آپؐ کو لوریاں دینے والے محروم دو عالم۔ لیکن غریب الدیار غلام دولتِ ایمانی سے مالامال آذر خدائی ہدایت کے مجسّمہ حضرت ابراہیمؑ کو فاھجُرنی کہہ کہہ کر گھر سے دھکیل دے مگر یہی ہادی مونسِ ملت اسلامیہ بن کر زندگی بسر کرے۔

مکّے والے تعصب اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اپنے صادق و امین کو شہر سے نکال کر بھی دم نہ لینے دیں۔ مگر یثرب کا مسکین ترین ایوب انصاری جذبۂ استقبال میں خدائے قدوس کے حضور میں آنسو پیش کر کے اپنے گھر میں فخر دو عالم کی میزبانی کا شرف حاصل کرے۔ خیر

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یاد رہے۔ عقل و خرد کی دولت جس ذرائع سے حاصل ہوتی ہے۔ اطمینان و یقین کا سرمایہ ان وسائل سے ہاتھ نہیں آتا۔ عقل کی کارفرمائیوں کے میدان اور ہیں۔ اس کے حدود و ثغور دُنیاوی اور ظاہر بین نگاہوں کی آماجگاہ۔ مگر دل کی دلکش آفرینیاں کلیتہً ایک جداگانہ آسمان و زمین میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہاں انسانی دُور بینیں کام نہیں آتیں۔ وہاں سائینٹفک آلات بے کار ہیں۔ وہاں حسنِ صدق و صفا کی جلوہ نمائیاں ہیں۔ وہاں کوئی چیز محدود نہیں۔ وہاں کا نظام لاانتہائیت پر مبنی ہے۔ اُس دنیا کے ترتیب و نظام کے لئے فرستادگان الٰہی پیغامات آسمانی لے کر آتے ہیں۔ "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی" اور اس بستی کے در و دیوار جب نورِ توحید سے جگمگا اُٹھتے ہیں تو پیغمبرِ وقت کی الہامانہ فراست جب اپنے وہبی اسالیب سے اس کی اندرونی الاتشوں (کفر و شرک نفاقِ اعتقادی۔ امراض روحانی وغیرہ) کو دُور کر دیتی ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے تزکیہ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ تو الہامی کتاب کی یہ تاثیر پیدا ہوتی ہے ؎

چوں بجاں در رفت۔ جاں دیگر شود
جاں چو دیگر شُد۔ جہاں دیگر شود

اب ایمان بالغیب کا دَور آ جاتا ہے عقیدۂ معاد۔ جنّت و دوزخ۔ اجنّہ و ملائکہ عذاب قبر۔ حشر و نشر۔ غرضیکہ پیغمبر وقت کے متعلق یقین راسخ ہو جاتا ہے۔ کہ اس انسانی وجود میں خدا تعالیٰ سے روابط پیدا کرنے کی اتم صلاحیت موجود ہے۔ اس کا ہر عمل حیات منشائے پروردگار کا آئینہ دار ہے۔ اور یہ انسان اپنے دعوے (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی) میں سچّا ہے لہٰذا اس کی متابعت فلاح دارین کی ضامن ہے۔ اس بستی میں عجز و انکساری۔ عفو و کرم۔ زہد و عبادت بذل و ایثار اور خدمتِ خلق کی لطیف ہوائیں چلتی ہیں۔ یہاں کے باشندے اپنے وقتوں کے برگزیدہ انسان ہوتے ہیں۔ ان کا دستور حیات ملائکہ قضا و قدر کی طرح ملکوتی اور ہر لحاظ سے پاکیزہ ہوتا ہے۔ یہاں عیش و نشاط اور غم و اندوہ اور سود و زیان کے قوانین ہمارے عقلی نظریات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ یہاں بلندی و پستی کے معیار بھی خدائی ہیں۔ عند اکرمکم عند اللہ اتقکم ...... کا قدسی الاصل معیار ترقیِ مراتب کے لئے جاری و ساری ہے۔ خیر! سطور بالا سے میرا مقصد یہ بھی واضح کرنا تھا کہ عقل و دل کی راہیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بلکہ ان کے اجزائے ترکیبہ کا ہر جزو ایک دوسرے سے کلی طور پر متباین ہے

عقل و دل کے امتیازات پر جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کا پس منظر دراصل مسلمانوں کی وہ بے جا حیرت ہے۔ جو اُن کو رُوس کے مصنوعی چاندوں کے دیکھنے پر لاحق ہو رہی ہے۔ اسلامی دُنیا ہے۔ یا غیر اسلامی ممالک ہیں تمام ملکوں کے افراد پر ان کا جادو اثر انداز ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر کے ان انسانوں نے اولاد آدم کی تاریخ میں ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی مناظرِ قدرت میں کوئی چیز ایسی محیر العقول اُن کی نظر سے گزری ہے۔ رُوس کے مصنوعی چاندوں سے زیادہ حیرت انگیز ہو۔ البتہ مجھے ان کی اس بے معنی حیرت پر حیرت ہے اور ان کی اس سادہ لوحی پر ہنسی بھی آتی ہے۔ کیونکہ انسان جو اپنے گرد و پیش جانچنے کی پوری قوت نہیں رکھتا جو اپنی جسمانی قوتوں کے خواص و اعمال سے کما حقہٗ واقف نہیں۔ جو ابھی تک اپنے سود و زیاں کے فیصلوں میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ جس کی زندگی کے تمام ترمحات ظنونِ باطلہ اور توہمات کی تعمیر و تخریب میں گزر رہے ہیں جس کو بعض اوقات بدقسمتی سے جادۂ یقین پر ایک قدم رکھنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ ایسے انسان کی عارضی اور غیر مستقل ایجادات پر تو یہ لوگ دریائے حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ اس کو مافوق الفطرت اور خرق عادت کا نام دینے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ حالانکہ انسانی ایجادات صانع حقیقی کی کسی صنعت کے بالمقابل پیش کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ اور دل تو دل انسانی عقل و خرد کی بھی بڑی زبردست توہین ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ ان لوگوں کو انسانی ایجادات میں کون سی ندرت نظر آئی۔ کونسی معجزنما علامت کا ان پر انکشاف ہوا۔ جس کی بنا پر اُن کے استعجاب کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور سب سے زیادہ مجھے اُن لوگوں کی دُون ہمتی اور بے محل شکر پر تاسف ہے۔ جو باوجود صاحب علم

باقی صفحہ ۱۹ پر

لفظ نور کی حقیقت از روئے قرآن

از جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ٥ پ ٦ رکوع ٧ - ترجمہ

(بلاشبہ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس روشنی اور روشن کتاب آ پہنچی-)

اب خدا کی طرف سے تمہاری باطنی تاریکی دور کرنے کے لئے نورِ مجسّم (محمّد) صلی اللہ علیہ وسلم آ گیا- اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک روشن کتاب (قرآن مجید) بھی آ گئی جو حق کو باطل سے جُدا کر دینے والی ہے- اب جو شخص خدا تعالیٰ کی مرضی کا خواستگار ہوگا- اور خوشنودی مولیٰ کا راستہ طلب کریگا- خدا تعالےٰ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم (نور مجسم) اور اس کتاب کے ذریعہ سے اس کو سلامتی اور نجات کے راستے بتا دے گا- اور منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا- اور یہ دونوں نور بحکم الہٰی انسان کو تاریکی اور گمراہی سے نکال کر روشنی اور ہدایت کی طرف لے آئیں گے اور خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھائیں گے- اور جو شخص ازلی کور باطن ہوگا اور نور فطرت ہی سے محروم ہوگا- اس کو اس فرقانِ مجید کی روشنی اور نورِ مجسّم کی ضیا پاشی سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا- جو شخص خود گمراہی کو پسند کرے اور تاریکی باطن میں سرگرداں حیران پھرتا رہے- اس کو خدا بھی ہدایت نہیں کرتا- اور اُس کو اسلامی تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا-

سب مخلوق کو نورِ وجود اللہ تعالیٰ ہی سے ملا ہے- چاند- سورج، ستارے، فرشتے اور انبیاء و اولیا میں جو ظاہری یا باطنی روشنی ہے- اُسی منبع النور سے مستفاد ہے- ہدایت و معرفت کا جو چمکارا کسی کو پہنچتا ہے- اُسی بارگاہ رفیع سے پہنچتا ہے- تمام علویات و سفلیات اس کی آیاتِ تکوینیہ اور تنزیلیہ سے منوّر ہیں- حسن و جمال یا خوبی و کمال کی کوئی چمک اگر کہیں نظر پڑتی ہے- وہ اسی کے وجہہ منوّر اور ذات مبارک کے جمال و کمال کا ایک پرتو ہے

رات کی تاریکی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے رب کو اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہہ کر پکارا کرتے- اور اپنے کان، آنکھ، دل ہر ہر عضو- بلکہ بال بال میں اس سے نور طلب فرماتے تھے- اور اخیر میں بطور خلاصہ فرماتے وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا یا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا یا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا- یعنی میرے نور کو بڑھا- بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے- اور ایک حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ خَلْقَہٗ فِیْ ظُلْمَۃٍ ثُمَّ اَلْقٰی عَلَیْہِمْ مِّنْ نُّوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَہٗ مِنْ نُّوْرِہٖ یَوْمَئِذٍ اِھْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَہٗ ضَلَّ (ترجمہ) بے شک اللہ نے خلقت کو اندھیرے میں پیدا کیا- پھر اپنے نور میں سے اُن پر نور ڈالا- جس کو اس وقت اللہ کے نور سے حصّہ ملا- وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا وہ گمراہ ہوا-

واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع، بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی- ایسے ہی صفت نور بھی ہے- ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے- مومن کا شیشۂ دل نہایت صاف ہوتا ہے- اور خدا کی توفیق سے اس میں قبول حق کی ایسی زبردست استعداد پائی جاتی ہے کہ دیا سلائی دکھائے کے بغیر ہی جل اُٹھنے کو تیار ہوتا ہے- اب جہاں ذرا آگ دکھائی- یعنی وحی و قرآن کی تیز روشنی نے اس کو مس کیا .... نوراً اُس کی فطری روشنی بھڑک اٹھی- سب کچھ اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے- جس کو چاہے اپنی روشنی عنایت فرمائے اور وہی جانتا ہے- کہ کس کو یہ روشنی ملنی چاہیئے- کس کو نہیں

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ٥ رکوع ١٠ پ ٢٨ ترجمہ:- وہ اللہ کی روشنی کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں- اور اللہ کو اپنی روشنی پوری کرنی ہے- خواہ منکر برا پڑے مانیں-

مشیت الہٰی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے- جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے- یہی حال حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کا ہے- اور اُن کی کوششوں کا ہے- حضورؐ کے متعلّق عیسائی جن خبروں کو چھپانا یا مٹانا چاہتے ہیں- چھپ یا مٹ نہیں سکینگی- چنانچہ باوجود ہزاروں قطع و برید کے آج بھی نبی آخرالزمان کی نسبت بشارات کا ایک کثیر ذخیرہ موجود ہے-

توحید خالص اور اسلام کا آفتاب جب چمک اٹھا- پھر یہ دوغلی باتیں اور مشرکانہ دعاوی کہاں فروغ پا سکتے ہیں- یہ کوشش کہ بے حقیقت اور بے مغز باتیں بنا کر اور فضول بحث و جدل کر کے نورِ حق کو مدھم کر دیں ایسی ہے- کہ کوئی بے وقوف منہ سے پھونکیں مار کر چاند یا سورج کی روشنی کو بجھانا اور ماند کرنا چاہے- یاد رکھو خواہ یہ کتنے ہی جلیں- مگر خدا نور اسلام کو پوری طرح پھیلا کر رہے گا-٥

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

قرآن نور ہے

یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (رکوع ٤ پ ٦) ترجمہ:- اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند پہنچ چکی اور ہم نے تم پر واضح روشنی اُتاری-)

اے لوگو تمہارے پاس رب العالمین کی طرف سے حجت کامل اور نور روشن پہنچ چکا- جو ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے یعنی قرآن مجید- اب کسی تامّل اور تردّد کی گنجائش نہیں- سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا- وہ اللہ کی رحمت و فضل میں داخل ہوگا- اور براہ راست اس تک پہنچیگا اور جو اس کے خلاف کرے گا- اس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے-

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ رکوع ٩ پ ٩- ترجمہ:- اور جو تابع ہوئے اس نور کے جو اُس کے ساتھ اُترا ہے- مراد وحی ہے- متلو ہو یا غیر متلو- یعنی قرآن و سنّت-

تورات نور ہے- اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰۃَ

باقی صفحہ ١٩ پر

تبصرہ

(نوٹ :۔ تبصرہ کے لئے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے :۔)

شرح مثنوی پس چہ باید کرد مع مسافر

مؤلفہ :۔ پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی ۔
ضخامت تقریباً ۶۰۸ صفحات ۔
کاغذ بہتر ۔ کتابت معمولی ۔ طباعت ناقص
قیمت مجلّد چھ روپے
ملنے کا پتہ :۔ عشرت پبلشنگ ہاؤس ہسپتال روڈ انارکلی ۔ لاہور ۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں ۔

حصہ اول کے ۱۴۵ صفحات میں "مسافر" اور حصہ دوم کے ۴۵۹ صفحات (۱۴۹ سے ۶۰۸ تک) میں "پس چہ باید کرد" کی شرح ہے ۔ "مسافر" کی فہرست مضامین نہیں دی گئی کتاب کی ابتدا میں جو فہرست مضامین دی گئی ہے ۔ وہ "پس چہ باید کرد" کے متعلق ہے اس میں بھی "صفحہ نمبر" کا خانہ خالی چھوڑ دیا گیا ہے ۔ دونوں حصوں میں اشعار کے نمبر دے دیئے گئے ہیں ۔ اکثر اشعار درج نہیں کئے گئے ۔ اگر اشعار بھی درج کر دیئے جاتے تو کتاب کی افادیت میں معتد بہ اضافہ ہو جاتا ۔ طباعت کی طرف بھی توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے ۔ تاکہ کتاب معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبیوں سے بھی آراستہ ہو جائے ۔

ان خامیوں کا تعلق طابع اور ناشرین سے ہے ۔ فاضل مؤلف نے تو جا بجا قرآن مجید کی آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور بزرگان دین کے اقوال پیش کر کے کتاب کو اسلامی تعلیم کا مرقع بنا دیا ہے ۔ اب ہم چند اقتباسات پیش کرتے ہیں ۔ تاکہ قارئین کرام کتاب کے متعلق خود کوئی رائے قائم کر سکیں ۔ عام قاعدہ یہی ہے کہ جب تک تزکیہ نہ ہو ۔ خدا نہیں مل سکتا ۔ اس کی مثال درکار ہو تو آئینہ پر غور کرو ۔ جب تک آئینہ پر صیقل نہ ہو ۔ اس میں صورت منعکس نہیں ہو سکتی اسی طرح جب تک آئینۂ قلب مصفّا نہ ہو اس میں "عکس رخ یار" جلوہ گر نہیں ہو سکتا ۔ آگے چل کر پھر فرماتے ہیں ۔

کوئی شخص اپنا تزکیہ خود نہیں کر سکتا ۔ اور جب تک تزکیہ نہ ہو ۔ کوئی شخص دین کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا ۔

قارئین عنوان الدین پر صحبت کی اہمیت پوری طرح واضح ہے ۔ اسی صحبت کے متعلق فاضل مؤلف ایک جگہ فرماتے ہیں ۔ "شعر کا مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی صحبت میں یہ طاقت اور تاثیر ہوتی ہے کہ کافر ملحد اور مشرک اس کی بدولت مومن بلکہ موحد کامل بن جاتا ہے ۔ اگر مثال درکار ہو تو حضرات صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کافی ہوگا ۔

اس سے معلوم ہوا کہ محض "الکتاب" سے انسانوں کی زندگی میں انقلاب پیدا نہیں ہو سکتا ۔ اگر ایسا ممکن ہوتا ۔ تو بعثت انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قائم نہ ہوتا ۔ حق تعالےٰ "الکتاب" آسمان سے نازل فرما دیا کرتے اور اسے پڑھ کر یا اس کی تعلیمات پر عمل کر کے انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو جایا کرتی ۔ یعنی خام افراد پختہ ہو جایا کرتے ۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ انسانوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے (ناقص افراد کو کامل اور خام کو پختہ بنانے کے لئے) کتاب اور صاحب کتاب (قانون حق اور رسولؐ برحق) دونوں کا وجود ضروری ہے" آگے چل کر اسی چیز کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان فرماتے ہیں ۔

"(اللہ تعالیٰ) اس (نبی) کی ذات کو چراغ بنا کر مبعوث کرتا ہے ۔ تاکہ اس سے دوسرے چراغ روشن ہو سکیں سب جانتے ہیں چراغ چراغ ہی سے روشن ہو سکتا ہے ۔ اور کوئی صورت نہیں ۔ تقریروں ۔ خطبوں ۔ کتابوں ۔ وعظوں بانوں ۔ تجویزوں ۔ مجلسوں پوسٹروں ۔ اشتہاروں اور ٹریکٹوں سے سب کچھ ہو سکتا ہے ۔ مگر چراغ روشن نہیں ہو سکتا ......

اس کا مطلب یہ ہے کہ چراغ روشن کرنے کے لئے تقریر (قول) کے بجائے صحبت (عمل) درکار ہے ...... اسی لئے تو مرشد رومیؒ نے اس زمانہ کے بیان اصلاح کو یہ مشورہ دیا ہے ع

قال را بگذار و مردِ حال شو
پیش مردِ کاملے پامال شو

اسی طرح اگر آپ اپنے دل کا چراغ روشن کرنا چاہتے ہیں ۔ تو اس مردِ حق کی صحبت اختیار کیجئے جس کا دل منوّر ہو" ۔

کتاب میں ذکر کی مختلف صورتوں ذکر کے معانی ۔ فکر کی تعریف ۔ دونوں میں حد فاصل اور اقبال کے نظریۂ فقر پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے طوالت کے خوف سے ہم صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ یہ بحث بہت ہی دلچسپ ہے ۔

ہمیں ناشرین کی اس رائے سے پوری طرح اتفاق ہے کہ

"جس طرح صدیوں تک اقبال جیسا شاعر پیدا ہونا مشکل ہے ۔ اسی طرح سلیم چشتی جیسا شارح کلام اقبال پیدا ہونا مشکل ہے ۔

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے :۔

ہی حکومت اور لوکل باڈیز پر زور ڈالیں کہ وہ ان کے جائز مطالبات کو تسلیم کر لیں ۔ والدین میں سے بعض حکومت اور بعض لوکل باڈیز میں اثر و رسوخ کے مالک ہوں گے ۔ حکومت سے ہماری درخواست ہے کہ اپنے وقار کے خیال کو بالائے طاق رکھ کر اساتذہ کے جائز مطالبات کو تسلیم کر لیجئے ۔ کل آپ نے جن لوگوں سے بھیک مانگی ہے ۔ ان سے آج یہ بے رخی مناسب نہیں ۔

بچوں کا صفحہ

اقوالِ بزرگاں

از ماسٹر قاضی عبد الحفیظ صاحب مبارکپوری کالونی مڈل سکول رحیم یار خاں

فخرِ قوم نونہالو! — آج کی فرصت میں میں آپ کو اقوال بزرگاں سے شناسا کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ بزرگوں کے گوہر بہا اقوال پر عمل پیرا ہوکر اور مشعل راہ سمجھ کر اپنی زندگیوں کو سنوار سکیں اور اپنے مستقبل کو خوشگوار بنا سکیں۔ سچ ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

I۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ کُتے میں دس ایسی عمدہ خصلتیں ہیں کہ وہ ہر مومن کو اختیار کرنی چاہئیں۔

۱۔ وہ بھوکا رہتا ہے۔ یہ آداب صالحین سے ہے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتا ہے یہ علامت صابرین سے ہے۔

۲۔ اُس کا کوئی مکان نہیں ہوتا۔ یہ علامت متوکلین سے ہے۔

۳۔ وہ رات کو بہت ہی کم سوتا ہے۔ یہ صفات شب بیداران سے ہے۔

۴۔ جب وہ مرتا ہے۔ تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا۔ یہ صفات زاہدین سے ہے۔

۵۔ یہ اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا۔ گو وہ اس پر جفا کرے اور اس کو مارے۔ یہ علامت مریدان صادقین سے ہے۔

۶۔ ادنےٰ جگہ پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ یہ علامت متواضعین سے ہے۔

۷۔ اس کی جائے رہائش پر کوئی غالب ہو جاتا ہے تو اُس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ یہ نشان راضیین سے ہے۔

۸۔ اس کو ماریں اور پھر ٹکڑا ڈالیں تو فوراً آ جاتا ہے۔ مار کا کینہ نہیں رکھتا۔ یہ علامت خاشعین سے ہے۔

۹۔ کھانا سامنے رکھا ہوا دیکھتا ہے۔ تو دور بیٹھا ہوا تکتا ہے۔ یہ علامت مساکین سے ہے۔

۱۰۔ کسی مکان سے کوچ کر جاتا ہے پھر اُس کی طرف التفات نہیں کرتا۔

اے عزیزو! قناعت کا سبق کُتے سے حاصل کرو۔ تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ شکاری کُتوں کو جب گلی کوچوں کے کُتے دیکھتے ہیں تو ان پر بھونکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ "اے مسکینو! جب تم نے عمدہ عمدہ اور لذیذ کھانوں کی طرف رغبت کی تو تم زنجیروں کے ساتھ قید کیے گئے۔ اگر تم بھی ہماری طرح گری پڑی اور روکھی سوکھی چیزوں پر قناعت کرتے۔ تو ہماری طرح کھلے اور آزاد زندگی بسر کرتے۔ مقولہ۔

لالچ بری بلا ہے

(۲) حضرت ابن اسلامؓ نے لکڑیوں کا گٹھا اُٹھایا ہوا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ کے ہاں تو بہت سے نوکر تھے۔ جو لکڑیوں کو اُٹھاتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کا امتحان لیتا ہوں۔ کہ اس کام کو کسرِ شان تو نہیں سمجھتا۔

۳۔ شیخ گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ صوفی وہ ہے کہ جس کا کردار موافق گفتار کے ہو۔

۴۔ **نوح علیہ السلام** شیطان سے پوچھا گیا کہ بنی آدم میں سے کون سا گروہ تیرا زیادہ مددگار ہے۔ جواب دیا۔ کہ حریص، بخیل، بزدل، اور شتاب کار،

۵۔ **شیخ سعدی** رحمۃ اللہ علیہ کسی نے پوچھا۔ کیسی گذرتی ہے۔ کہا۔ منہ نعمت حق کھانے میں اور زبان شکایت کرنے میں

۶۔ **حسن بصری** رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالی پیٹ شیطان کا قید خانہ۔ اور بھرا ہوا پیٹ اُس کا اکھاڑہ ہے۔

(بقیہ) لفظ نور کی حقیقت صفحہ ۱۷ سے آگے

فِیْھَا ھُدًی وَّ نُوْرٌ۔ (رکوع ۱۱ پ ۶) ترجمہ بے شک ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِہٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ ھُدًی لِّلنَّاسِ (رکوع ۱ پ ۷) ترجمہ:۔ تو پوچھ کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسےٰ لے کر آیا تھا روشن تھی اور ہدایت تھی واسطے لوگوں کے۔ اگر واقعی خدا نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری تو تورات مقدس جیسی عظیم الشان کتاب جو رشد و ہدایت کی عجیب و غریب روشنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ کہاں سے آ گئی اور کس نے موسےٰ ؑ پر اُتاری۔ مانا کہ تم نے اس کی اصلی روشنی باقی نہیں چھوڑی ایسا نور و ہدایت بجز خدا کے اور کس خزانہ سے آ سکتا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷ | منظور شدہ محکمہ تعلیم | ۱- لاہور زیجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۴/۶ - مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء | ایڈیٹر عبدالمنان چوہان | ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C - ۲۷۳۰ - ۲۴۸۱ مورخہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۵۶ء | بدل اشتراک سالانہ ۱۲ر ششماہی ۷ر
قیمت ۴ر

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔